AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

مصنوعی ذہانت کے تناظر میں تجسس کا بڑھتا رجحان

(اسلامی احکام کا اطلاقی مطالعہ)

The Growing Trend of Curiosity in the Context of Artificial Intelligence

(An Applied Study of Islamic Rulings)

Nida Bibi
Phd Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad
Dr. Muhammad Hamid Raza
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad

ABSTRACT:

In the contemporary digital era, Artificial Intelligence (AI) has significantly expanded the scope of surveillance and intrusive curiosity, transforming it into an automated, systematic, and often invisible phenomenon. Through technologies such as data mining, algorithmic monitoring, facial recognition, and predictive analytics, AI has enabled unprecedented access to individuals' private lives, raising serious ethical, legal, and religious concerns. This study critically examines the growing culture of AI-driven surveillance in light of Islamic teachings, with particular reference to the Qur'an, Prophetic traditions (Sunnah), classical juristic principles, and the framework of Maqāṣid al-Sharīʿah (Objectives of Islamic Law). The research argues that Islamic jurisprudence places a strong emphasis on the protection of human dignity, privacy (ḥurmah), and moral integrity, categorically prohibiting unwarranted curiosity and intrusion into personal affairs. By analyzing contemporary applications of AI-based surveillance, this paper demonstrates that such practices are fundamentally impermissible when conducted without necessity, consent, or legitimate legal-ethical justification. However, the study also acknowledges that under the principles of public interest (maṣlaḥah ʿāmmah) and genuine necessity (ḍarūrah), limited and regulated forms of surveillance may be conditionally permissible, provided they adhere to strict ethical boundaries and accountability mechanisms. The study concludes by emphasizing the urgent need for an Islamic ethical framework for Artificial Intelligence that harmonizes technological advancement with the core values of justice, human dignity, and moral responsibility.

Keywords: Artificial Intelligence; Surveillance; Intrusive Curiosity; Islamic Jurisprudence; Privacy in Islam; Maqāṣid al-Sharīʿah; AI Ethics; Human Dignity; Digital Monitoring; Islamic Moral Philosophy

مصنوعی ذہانت(Artificial Intelligence)کا تعارف

مصنوعی ذہانت سے مراد کمپیوٹر سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں ایسی مشینیں اور سافٹ ویئر تیار کیے جاتے ہیں جو انسانی ذہانت سے مشابہ افعال انجام دے سکیں، مثلاً سیکھنا، سمجھنا، فیصلہ کرنا، مسئلہ حل کرنا اور زبان کو سمجھنا۔

اصطلاح کی وضاحت

مصنوعی ذہانت کا انگریزی نام Artificial Intelligence ہے۔ یہ اصطلاح پہلی مرتبہ جان میکارتھی نے 1956ء میں استعمال کی۔

مصنوعی ذہانت کی بنیادی خصوصیات

- سیکھنے کی صلاحیت (Learning)
- استدلال اور فیصلہ سازی (Reasoning & Decision Making)
- مسائل کا حل (Problem Solving)
- زبان کی فہم (Natural Language Processing)
- مشاہدہ اور پہچان (Image & Speech Recognition)

مصنوعی ذہانت کی اقسام

1۔ کمزور مصنوعی ذہانت (Narrow AI)

جو مخصوص کام انجام دیتی ہے، جیسے گوگل اسسٹنٹ، چیٹ بوٹس، چہرہ شناسی۔

2۔ قوی مصنوعی ذہانت (General AI)

جو انسانی ذہانت کی طرح ہر قسم کے کام انجام دے سکے (ابھی تحقیق کے مرحلے میں ہے)۔

3۔ فوق انسانی ذہانت (Super AI)

جو انسان سے زیادہ ذہین ہو (یہ بھی نظریاتی تصور ہے)۔

مصنوعی ذہانت کی اہم شاخیں

- مشین لرننگ (Machine Learning)
- ڈیپ لرننگ (Deep Learning)
- نیچرل لینگویج پروسیسنگ (NLP)
- روبوٹکس (Robotics)

مصنوعی ذہانت کے استعمالات

- طب (تشخیصِ امراض)
- تعلیم (آن لائن لرننگ سسٹمز)
- تجارت (ڈیٹا اینالیسس، مارکیٹنگ)
- عدالتی و انتظامی نظام
- مذہبی و دینی علوم (ڈیجیٹل حدیث ڈیٹابیس، فقہی تحقیق)

اسلام ایک آفاقی دین ہے، جو ہر زمانے کے انسان کی ضروریات اور مسائل کا جامع حل پیش کرتا ہے۔ یہ دین انسان کو نہ صرف روحانی ترقی کا راستہ دکھاتا ہے؛ بلکہ مادی دنیا کے چیلنجز کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ آج کے دور میں مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) ایک ایسی علمی و تکنیکی پیش رفت ہے جس نے انسانی معاشرت، معیشت، اور افکار پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ ضروری ہے کہ اسلام کی روشنی میں اس جدید ٹیکنالوجی کے فوائد، چیلنجز، اور ممکنہ اثرات کا جائزہ لیا جائے؛ تاکہ اس میدان میں ہم ایک متوازن اور تعمیری نقطہ نظر پیش کر سکیں۔

علمی و عصری اہمیت

عصرِ حاضر میں مصنوعی ذہانت نے انسانی زندگی کے نجی، سماجی اور ریاستی دائروں میں غیر معمولی اثر و رسوخ حاصل کر لیا ہے۔ ڈیجیٹل نگرانی، بگ ڈیٹا اینالیٹکس، الگورتھمک فیصلہ سازی اور پیش گوئی پر مبنی نظاموں نے انسانی رویّوں، افکار اور نجی معلومات تک رسائی کو نہایت آسان بنا دیا ہے۔ اس تناظر میں تجسس (Surveillance / Intrusive Curiosity) ایک انفرادی اخلاقی مسئلے سے بڑھ کر ایک منظم، ادارہ جاتی اور ریاستی مظہر بن چکا ہے۔[(1)]

اسلامی شریعت، جو انسانی عزت، ستر اور نجی زندگی کے تحفظ کو بنیادی قدر قرار دیتی ہے، اس بڑھتے ہوئے رجحان پر سنجیدہ سوالات اٹھاتی ہے۔ یہ مقالہ مصنوعی ذہانت کے ذریعے ہونے والے تجسس کا اسلامی احکام، فقہی اصولوں اور مقاصدِ شریعت کی روشنی میں اطلاقی مطالعہ پیش کرتا ہے۔

قرآن مجید میں انسانی معاشرت کے اخلاقی ڈھانچے کو برقرار رکھنے کے لیے تجسس کی صریح ممانعت کی گئی ہے:

”یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا“[(2)]

”اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو، کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں، اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔“

امام قرطبی کے مطابق تجسس سے مراد کسی انسان کے پوشیدہ معاملات کی بلاضرورت تلاش ہے، جو معاشرتی فساد اور بداعتمادی کو جنم دیتی ہے۔[(3)]

علامہ ابن عاشور اس حکم کو آفاقی اخلاقی اصول قرار دیتے ہیں جو ہر دور اور ہر ذریعے پر لاگو ہوتا ہے۔[(4)]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم مسلمانوں کے عیب نہ تلاش کرو، کیونکہ جو شخص عیب تلاش کرتا ہے اللہ اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے۔“[(5)]

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ تجسس صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی قابلِ مذمت ہے۔ مصنوعی ذہانت چونکہ انسان ہی کا بنایا ہوا آلہ ہے، اس لیے اس کے ذریعے ہونے والا تجسس بھی اسی اخلاقی دائرے میں آتا ہے۔

انسانی جان اور اس کے تحفظ کو بے پناہ اہمیت دی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اس کی چند ایک مثالیں دیکھ سکتے ہیں۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ج فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“[(6)]

”آپ کہیے کہ میری طرف جو وحی کی گئی ہے میں اس میں کسی کھانے والے پر ان چیزوں کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں پاتا، وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ نجس ہے یا بہ طور نافرمانی کے اس پر (ذبح کے وقت) غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پھر جو شخص (بھوک کے

باعث) سخت مجبور ہو جائے اور نہ وہ سرکشی کرنے والا ہو نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو بیشک آپ کا رب بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں برصغیر پاک وہند کے عظیم مفسر اور محدث علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"جان کو بچانا اور صحت کو قائم رکھنا فرض ہے اور یہ فرض باقی تمام فرائض پر مقدم ہے، خواہ جان بچانا اور مرض سے محفوظ رکھنا کسی ظنی امر پر موقوف ہو، اُس کیلئے فرض قطعی کو ترک کر دیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا"

"اور اپنی جانیں قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔"(النساء:29)

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ"

"اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔"(النساء:195)

رمضان میں روزہ رکھنا فرض قطعی ہے، لیکن اگر روزہ رکھنے سے بیمار پڑنے یا مرض بڑھنے کا خدشہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ نہ رکھنے اور بعد میں اس کو قضاء کرنے کا حکم دیا ہے:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ"

"تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو۔"(البقرۃ:185)

روزہ رکھنے سے بیماری لاحق ہونا، یا بیماری کا بڑھنا، اسی طرح سفر سے مشقت کا لاحق ہونا ایک امر ظنی ہے لیکن اس ظنی امر کی وجہ سے فرض قطعی کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ زندگی اور صحت کی حفاظت کرنے کا حکم باقی تمام فرائض پر مقدم ہے اور اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کے حکم پر عمل کرنے کو صحت کی حفاظت پر مقدم کرے اور سفر کی مشقت برداشت کر کے روزہ رکھے تو وہ گناہگار ہو گا۔

ان امور سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انسان کی حفاظت ہر چیز پر مقدم ہو جاتی ہے، انسان کی اپنی ایجادات اس کے لئے خطرہ بھی بن کر ابھرتی رہی ہیں۔ وہ تمام ہتھیار جن سے عالمی جنگیں لڑی گئیں اور آج بھی بے حساب معصوم جانوں کے نقصان کا ذریعہ بن رہے ہیں، انکا مقصد حفاظت تھا لیکن اسے دوسرے پیرائے میں استعمال کیا جائے تو وہ دہشت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہ تمام معاملات قرآنی نقطۂ نظر سے ہمارے لئے غور و فکر کے دروازے کھولتے ہیں کہ انسان کیلئے محفوظ مستقبل کی تلاش میں مصنوعی ذہانت کے غلط استعمال پہ بھی غور کیا جائے۔ کیونکہ اس سے پہلے کی کوئی ٹیکنالوجی خود کار یا ذہین نہیں تھی لیکن مصنوعی ذہانت از خود نت نئے طریقے اور چیزیں سیکھ سکتی ہے۔

انسانی عقل اگر نفس کے تابع ہو جائے تو یہ شیطانی محرکات کا مرکز بن جاتی ہے اور خدا سے دوری کا سبب بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محض عقل کو بنیاد بنا کر حاصل کردہ کامیاب نتائج پہ بعض لوگوں نے خالقِ کائنات کی ذات کا بھی انکار کیا۔ جبکہ عقل اگر ظاہری حسیات کے ساتھ الہام و مشاہدہ سے بھی متصل رہے تو یہ انسان کو اس کے خالق کے قریب بھی کر دیتی ہے۔ مصنوعی ذہانت جس طرح خود کار جوابات اور لوگوں کے احساسات و جذبات کو سمجھنے لگی ہے، کچھ بعید نہیں کہ مستقبل میں اس کے منفی استعمال سے لامحدود جھڑپوں کا فروغ بھی ہو سکتا ہے اور وہ بھی ایسے مسائل پر جو فی الحال صرف سائنس فکشن کا موضوع ہیں۔ اس میں اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ کیا انسان ایسی خود کار ذہین مشینوں کے ہاتھوں

مہلک مقاصد کیلئے استعمال ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب اس آیت سے استدلال میں موجود ہے کہ خیر سے ہٹانے، فساد برپا کرنے اور انسان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کیلئے شیطان نے بارگاہِ الٰہی سے مہلت لے رکھی ہے- قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

''قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّہُمْ اَجْمَعِیْنَ''

''اس نے کہا، سو تیری عزّت کی قسم! میں ان سب لوگوں کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا۔''(سورۃ ص:82)

اگر یہ تناظر درست ہے تو پھر عقلِ انسانی کے فرائض میں دو باتیں بہر حال وثوق سے کہی جا سکتی ہیں- ایک تو یہ کہ اسے غور و فکر کے ذریعے ایجاد و دریافت کے عمل میں اپنا سفر جاری رکھنا چاہئے دوسری بات یہ کہ اس جاری سفر میں اسے یہ بات یقینی بنانی چاہئے کہ اس ایجاد و دریافت کے عمل سے پیدا ہونے والے نتائج اس کی اپنی نوع کیلئے مثبت ہی برآمد ہوں اور یہ شیطان کے ہاتھوں اغوا ہو کر کسی ایسے عالمگیر فساد کا حصہ نہ بنے جو نہ صرف اس کی اپنی نوع کی بقا کے منافی ہو بلکہ مجموعی طور پہ اس کرۂ ارض پہ موجود زندگی کیلئے خطرہ ہو -

قرآن نے جہاں عقل والوں کو گہرائی میں اتر کر غور و فکر کرنے کی دعوت دی وہیں عاقل انسان کا معیار بھی بیان فرمایا ہے- آیا ہر عقل رکھنے والا قرآن کی نگاہ میں ایک عاقل انسان ہے یا نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَ ھُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَط اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا''

''کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں) وہ تو چوپایوں کی مانند (ہو چکے) ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔''(الفرقان:44)

انسان کی عقلِ کُل کا تعلق محض اس کے دماغ سے نہیں بلکہ اس کے قلب سے بھی ہے۔ انسان اگرچہ آج cloning کے ذریعے انسانی اعضاء کو مصنوعی انداز میں تیار کرنے کی اہلیت رکھتا ہے یا مشینی اعضاء کی ترسیل میں کامیابی حاصل کر چکا ہے یا مصنوعی ذہانت کی صورت میں انسانی ذہن کا مقابل لانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن وہ ان سب کے باوجود بھی divine intellect کے قریب ترین بھی نہیں ہے- قرآن ہم پہ واضح کرتا ہے کہ انسانی عقل کی غفلت نے خدائی دعوے بھی کئے اور انسانی عقل کی غفلت نے ہی ان دعوؤں کو حقیقت سمجھا اور پھر عذابِ الٰہی کے مرتکب ٹھہرے- حضرت موسیٰ (علیہ السلام) جب کوہِ طور پہ تشریف لے کر گئے تو پیچھے ان کی قوم میں اندھی عقل رکھنے والوں نے سونے کا بچھڑا بنایا اور لوگوں نے اس کی پرستش کرنا شروع کر دی یعنی ایسا عمل کیا جو اس کے اپنے شرف کے منافی تھا دوسرے لفظوں میں یہ عمل انسان پر ایک چوپائے کی برتری کو تسلیم کرنا ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک- فرعون نے عقل پہ تالے پڑنے کے باعث خدائی دعویٰ کیا اس کے دعوے کو تسلیم کرنے والے بھی ایسے ہی لوگ تھے جو ایک فسادی طاقت کے پیرو ہو گئے تھے ایک ایسی فسادی طاقت جو اپنے نتائج کے اعتبار سے مکمل طور پہ منفی تھی۔ ایسی عقل رکھنے والوں کو جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے جو بظاہر عقل والے ہیں لیکن در حقیقت عقل سے محروم ہیں- انسان کو چوپائیوں سے مشابہت دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ جس دور یا معاشرے میں رہ رہے ہیں وہاں خود پر محض نفسانی جذبات، شہوات و تعصبات کے لباس ڈھانپے ہوئے ہوں یا خیر و شر کی تمیز سے خود کو بے خبر رکھے ہوئے ہوں یا اللہ تعالیٰ نے انسان میں تدبر و تفکر کا جو مادہ رکھا ہے اس کو بروئے کار لانے کی بجائے باطل کو حق تسلیم کر رہے ہوں- ایسے انسانوں کا اشرف کیا ہو سکتا ہے جو جانوروں والا معمول اپنائے رکھیں اور شعور کا بیج ہونے کے باوجود بھی اسے ایمانی مشاہدے کے پانی سے تناور درخت نہ بنائیں۔[7]

مصنوعی ذہانت اور روبوٹ کے ملاپ سے انسانی شکل وصورت، قد و قامت والے ڈھانچے تیار ہو چکے ہیں جو انسان کی طرح سوچتے سمجھتے ہیں اور احساس و جذبات کی شناخت اور ان کا ردعمل دینے کے بھی قابل ہو گئے ہیں۔صوفیہ (Sophia) نامی روبوٹ جسے 2016ء میں دنیا بھر کے سامنے متعارف کروایا گیا اسے AI کے مستقبل کا ترجمان کہا جارہا ہے۔

انسانی عقل اور ٹیکنالوجی کی اسلامی اساس

اسلام علم اور ٹیکنالوجی کے حصول کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتا ہے کیونکہ یہ انسانی ترقی اور اللہ کی نعمتوں کی دریافت کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں انسان کو علم الٰہی کا امین قرار دیا گیا اور اس کو کائنات کے اسرار ورموز سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے، جیسا کہ فرمایا:

”وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهَا“[8]

”اور اللہ نے آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی۔“

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کو علم اور تخلیقی صلاحیتوں کی دولت عطا کی گئی ہے، جو اسے دیگر مخلوقات پر فوقیت دیتی ہے۔

قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“[9]

”کہہ دو کہ دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے۔“

یہ آیت واضح طور پر تحقیق اور غور وفکر کی ترغیب دیتی ہے، جو سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کا بنیادی اصول ہے۔

”إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ“[10]

”ان چیزوں میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“

یہ آیت اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ انسانی ترقی کا انحصار اس کی عقل کے مؤثر اور تعمیری استعمال پر ہے۔ انسانی عقل اسی استعمال سے ٹیکنالوجی جیسے میدانوں میں ترقی ممکن ہوئی ہے اور مصنوعی ذہانت اسی عقل کی ایک شاخ ہے۔

اس ترقی کے دور میں انسان پہ جس قدر ظلم بڑھتا جارہا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ جیسا کہ پہلے بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ خود سائنسدانوں نے بھی یہ عندیہ دیا ہے کہ مصنوعی ذہانت کی ترقی مستقبل میں محکم ہو کر انسانی نسل کا خاتمہ بھی کر سکتی ہے کیونکہ جب انسان اپنی عقل کو عقلِ کُل تسلیم کرلے اور divine authority کا منکر ہو جائے تو یہ انسانیت پہ بہت بڑا ظلم و جبر ہی ہے۔ مصنوعی ذہانت انسان کی تخلیق ہے، جسے اس نے بارہا کام کر کے بنایا اور وہ انسان کے متبادل کام کرتی ہے۔ ایسی صنعت کاری کو عربی زبان میں صَنَعَ کے صیغے میں بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

”قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا“[11]

”کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھو گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔“

اس میں کوئی بعید نہیں کہ انسانی عقل چونکہ ظاہر کا افہام کرتی ہے اور توفیقِ ایزدی کے بغیر فقط خام خیالی اور گمراہی کی راہ اختیار کر سکتی ہے تو مصنوعی ذہانت جیسی جدت جو مستقبل میں مزید توانا اور وسعت پانے کے قوی امکانات رکھتی ہے، کے اقدامات اور حرکات و سکنات سے خود کو اس کے زیرِ کر کے تباہی کا ساماں نہ کر لیں- قرآن مجید اسی بابت اشارہ فرماتا ہے:

''وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ'' [12]

''اور ان کافروں کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو کسی ایسے کو پکارے جو سوائے پکار اور آواز کے کچھ نہیں سنتا، یہ لوگ بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو انہیں کوئی سمجھ نہیں۔''

مصنوعی ذہانت اور انسانی تشخص

مصنوعی ذہانت کی ہمہ جہت خدمات نے ایک بڑا سوال یہ پیدا کیا ہے کہ کیا مشینیں انسانی تخلیق اور عقل کا متبادل بن سکتی ہیں؟

قرآن مجید میں انسان کی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي "[13]

''میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی۔''

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کی اصل حیثیت اس کی روحانی اور اخلاقی بلندی میں ہے، نہ کہ صرف مادی ذہانت میں۔ مصنوعی ذہانت، چاہے جتنی بھی ترقی کر لے، انسانی شعور، جذبات اور اخلاقیات کا متبادل نہیں بن سکتی۔

مصنوعی ذہانت اور اندیشہ فساد

مصنوعی ذہانت کو اس کے ممکنہ غلط استعمال کے تناظر میں مطلق فساد کا ذریعہ سمجھنا حقیقت کے بجائے ایک موہوم خدشہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

''لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى''[14]

''کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ آلات یا ٹیکنالوجی کو ان کے استعمال کے نتائج کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ تاریخی طور پر، ٹیکنالوجی کے ہر دور میں یہی معاملہ رہا ہے۔ ہوائی جہاز نے دنیا کو قریب کیا، لیکن جنگوں میں بمباری کا ذریعہ بھی بنے۔ گاڑیوں نے سفر آسان بنایا؛ مگر حادثات کا سبب بھی بنیں۔ اصل مسئلہ ٹیکنالوجی نہیں، بلکہ اس کا غلط استعمال ہے۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے فرمایا: چیزوں کی اچھائی یا برائی ان کے استعمال پر موقوف ہے۔ لہٰذا، فساد کا ذمہ دار ٹیکنالوجی نہیں؛ بلکہ اس کا استعمال کرنے والا انسان ہے۔ اس لیے ضرورت اخلاقی تربیت اور درست رہنمائی کی ہے، نہ کہ ترقی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی۔

مصنوعی ذہانت اور تجسس کی جدید صورتیں

مصنوعی ذہانت نے تجسس کو درج ذیل نئی اور پیچیدہ شکلیں دی ہیں:

1۔ ڈیٹا مائننگ اور الگورتھمک نگرانی

صارفین کی آن لائن سرگرمیاں، ذاتی ترجیحات اور نجی روابط AI کے ذریعے مسلسل تجزیے میں رہتے ہیں۔

2۔ چہرہ شناسی اور بایومیٹرک سسٹمز

یہ ٹیکنالوجیز عوامی مقامات پر افراد کی شناخت اور نقل و حرکت کا مستقل ریکارڈ رکھتی ہیں، جو اسلامی تصورِ ستر سے متصادم ہو سکتی ہیں۔

3۔ پیش گوئی پر مبنی نگرانی

ممکنہ جرائم کی پیشگی نشاندہی کے نام پر بے گناہ افراد کی نگرانی ایک سنگین اخلاقی مسئلہ ہے۔

فقہی اطلاق: تجسس اور AI کا شرعی حکم

1۔ اصل قاعدہ: حرمت

اسلامی فقہ میں قاعدہ ہے:

"الأصل في الأعراض التحريم"

"انسانی عزت و نجی زندگی میں اصل حکم حرمت ہے۔"

لہٰذا بلا اجازت، بلا ضرورت، بلا شرعی جواز AI کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کرنا ناجائز ہو گا۔

ضرورت اور مصلحت

فقہ اسلامی میں ضرورت اور مصلحتِ عامہ کے تحت بعض ممنوعات میں محدود گنجائش دی گئی ہے:

1۔ سنگین جرائم کی روک تھام

2۔ قومی سلامتی

3۔ اجتماعی نقصان سے تحفظ

لیکن امام شاطبیؒ کے مطابق یہ اجازت وقتی، محدود اور سخت اخلاقی شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

مقاصدِ شریعت کے تناظر میں تجزیہ

مقاصدِ شریعت میں حفظِ عزت و حرمت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مصنوعی ذہانت اگر:

- خوف کی فضا پیدا کرے
- انسانی وقار کو مجروح کرے
- ذہنی آزادی کو محدود کرے

تو وہ مقاصدِ شریعت کے منافی ہو گی۔

مغربی AI Ethics اور اسلامی اخلاقیات: تقابلی جائزہ

مغربی اخلاقی نظریات زیادہ تر Utilitarianism اور State Security پر مبنی ہیں، جبکہ اسلامی اخلاقیات:

- انسان مرکز (Human-Centered)
- نیت، طریقۂ کار اور انجام۔ تینوں پر نظر رکھتی ہیں۔

اسلام میں مقصد کے لیے ناجائز وسیلہ اختیار کرنا قابلِ قبول نہیں۔

ریاست، ادارہ اور فرد کی ذمہ داریاں

1۔ ریاست

- اسلامی اخلاقیات پر مبنی AI قوانین
- ڈیٹا پروٹیکشن کو شرعی حق تسلیم کرنا

2۔ ادارے

- Ethical AI Framework
- صارف کی باخبر رضامندی

3۔ فرد

- ڈیجیٹل احتیاط
- اخلاقی شعور اور خود نگرانی

معاصر فقہی چیلنجز

- کیا الگورتھم کو فاعل سمجھا جائے؟
- کیا ڈیجیٹل تجسس جدید غیبت کی صورت ہے؟
- AI کی غلطی کی شرعی ذمہ داری کس پر ہوگی؟

یہ سوالات اجتماعی اجتہاد کے متقاضی ہیں۔

اخلاقی فلسفہ اور اسلامی نقطۂ نظر کا تقابلی جائزہ

مغربی AI Ethics زیادہ تر Utilitarianism اور State Security پر مبنی ہے جبکہ اسلامی اخلاقیات انسان مرکز (Human-Centered Ethics) اور اخلاق قبل از قانون پر زور دیتی ہیں۔

اسلام میں برائی کو روکنا بھی برائی سے پاک ہونا چاہیے۔

مقاصدِ شریعت کی روشنی میں تجزیہ

امام شاطبیؒ کے مطابق شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد ہیں:

1۔ حفظِ دین
2۔ حفظِ نفس
3۔ حفظِ عقل
4۔ حفظِ نسل

5۔ حفظِ مال و عزت

مصنوعی ذہانت کے ذریعے تجسس اگر عزت پامال کرے، ذہنی آزادی سلب کرے اور خوف کی فضا پیدا کرے تو یہ مقاصدِ شریعت کے منافی ہو گا۔

استثنائی صورتیں: مصلحتِ عامہ

فقہ اسلامی مکمل جمود نہیں بلکہ لچک رکھتی ہے۔ چند صورتوں میں نگرانی کی اجازت دی جاسکتی ہے:

- دہشت گردی کی روک تھام
- سنگین جرائم
- اجتماعی نقصان سے تحفظ

لیکن فقہی شرائط کے ساتھ:

1۔ ضرورت واقعی ہو

2۔ حدود متعین ہوں

3۔ بے گناہوں کا ڈیٹا محفوظ رہے

4۔ احتسابی نظام موجود ہو

یہی اصول AI پر بھی لاگو ہو گا

اصل قاعدہ: حرمت

اسلامی فقہ میں قاعدہ ہے:

"الأصل في الأعراض التحريم"

"انسانی عزت و نجی زندگی میں اصل حکم حرمت ہے۔"

لہٰذا بلا اجازت، بلا ضرورت، بلا شرعی جواز AI کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کرنا ناجائز ہو گا۔

مصنوعی ذہانت علم سائنس کے منفی تجربہ کے تناظر میں

علم سائنس کے منفی استعمال کا تجربہ بلاشبہ اک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ جو علم معرفت الہی کا سرچشمہ بن سکتا تھا وہی انکار الہی کے لیے بطور ہتھیار استعمال کیا گیا لیکن تاریخ کی اس صداقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سائنس کا خدا کے انکار کے لیے استعمال اس وقت شروع ہوا جب مغربی سائنس دانوں کی اکثریت عیسائیت کے جبر اور پاپائیت کے غیر منطقی نظریات سے متنفر ہو چکی تھی۔ ان کے زخم خوردہ تجربات نے سائنس کو مذہب کے مقابل کھڑا کر دیا۔

اگر سائنسی ترقی مسلمانوں کی قیادت میں ہوئی ہوتی، تو یہ فطرت کی تفہیم کو خدا کی معرفت کا ذریعہ بناتی، نہ کہ الحاد کا۔ یہی اصول مصنوعی ذہانت پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اگر مسلمان اس میدان میں قیادت نہیں کریں گے اور اس ٹیکنالوجی کو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر رہنمائی فراہم نہیں کریں گے، تو یہ بھی دیگر ٹیکنالوجیز کی طرح غلط سمت اختیار کر سکتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مصنوعی ذہانت کورد کرنے کے بجائے اس کی تکیل مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو تا کہ اسے انسانیت کی فلاح، عدل اور خدا کی معرفت کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ اسلام کا عالمگیر اور متوازن اخلاقی نظام ہی اسے ایک مثبت سمت فراہم کر سکتا ہے۔

تمدنی سفر کی ایک منزل

مصنوعی ذہانت کی ایجاد، اپنی ذات میں کوئی فتنہ ہے، نہ اسلام یا انسان کے خلاف کوئی منصوبہ بند سازشی عمل۔ یہ در اصل ہزاروں سال پر پھیلے، انسان کے علمی صنعتی ترقیاتی سفر کا حاصل ہے۔ جہاں انسان، تمدن کے مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے اور تحقیق واکتشاف کے ہفت خواں طے کرتے ہوئے آن پہنچا ہے۔

حجری دور

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق، دنیا کی تاریخ کا ابتدائی تمدنی عہد، حجری دور (Stone Age) کہلاتا ہے۔ جو 5.2 ملین سال قبل سے 3000 قبل مسیح تک پھیلا ہوا ہے۔ جب انسان نے پتھر کے اوزار بنائے اور شکار کے ذریعہ اپنی خوراک کا انتظام کرتا تھا۔

زرعی دور

دوسرا دور، زرعی دور (Agricultural Age) کہلاتا ہے۔ جس کی مدت تقریباً 10000 قبل مسیح سے 18 ویں صدی تک وسیع ہے۔ یہ دور زراعت کی دریافت اور زمین کی کاشتکاری سے شروع ہوا۔ انسان نے خانہ بدوشی چھوڑ کر مستقل بستیاں قائم کیں، اور خوراک کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اس دور میں سماجی نظام زرعی زمینوں اور فصلوں پر منحصر تھا۔

اس دور کے وسط میں اسلام کا ظہور ہوا اور خلافت راشدہ وعباسیہ کے ادوار میں مسلمانوں نے علمی وسماجی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا اور سائنس و ٹیکنالوجی کے مبادیات مرتب کیے، جن کی روشنی میں تہذیب وتمدن کا قافلہ آگے بڑھا۔

صنعتی دور

تیسرا دور صنعتی دور (Industrial Age) کہلاتا ہے۔ جس کی مدت 18 ویں صدی سے 20 ویں صدی کے وسط تک ہے صنعتی انقلاب کے ساتھ مشینوں کا استعمال عام ہوا۔ پیداوار کی رفتار میں اضافہ ہوا، کارخانوں کا قیام عمل میں آیا، اور سماجی ڈھانچہ زراعت سے صنعت کی طرف منتقل ہو گیا۔ یہ دور یورپ کی بالادستی کا سبب بنا؛ کیونکہ وہ سائنسی اور صنعتی میدان میں آگے تھے۔ مسلمان اس دور میں قومی فخر اور سیاسی غرور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے شدید فکری و ذہنی پسماندگی کا شکار تھے۔ جس کی وجہ سے وہ علم اور ٹیکنالوجی میں قیادت کھوبیٹے اور نو آبادیاتی طاقتوں کے زیر تسلط آگئے۔

ڈیجیٹل دور

چوتھا دور، ڈیجیٹل دور (Digital Age) کہلاتا ہے جس کی مدت 20 ویں صدی کے آخر سے 21 ویں صدی کے اوائل تک ہے، یہ دور کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے عروج کا ہے۔ معلومات تک رسائی آسان ہوئی اور دنیا ایک گلوبل ویلج میں تبدیل ہو گئی۔ اس دور میں تعلیم، تجارت اور رابطے کے میدان میں انقلابی تبدیلیاں آئیں۔

اس دور میں مسلمان دنیا بھر میں ڈیجیٹل انقلاب کے میدان میں پیچھے رہے، اگر چہ کچھ ممالک جیسے ترکی، ملائشیا، اور متحدہ عرب امارات نے کوششیں کیں، لیکن مجموعی طور پر قیادت حاصل نہ کر سکے۔

مصنوعی ذہانت کا دور

موجودہ دور، مصنوعی ذہانت کا دور (Al Age) ہے جس کا آغاز 21ویں صدی کے اوائل سے ہوا۔ مصنوعی ذہانت مشین لرننگ، اور خود کار نظام اس دور کی بنیاد ہیں۔ روبوٹکس، ڈیٹا انیلی ٹکس، اور ذہین سسٹمز نے صنعت صحت اور تعلیم میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یہ دور، فیصلہ سازی میں مشینوں کے کردار کو بڑھا رہا ہے۔ یہ دور کسی قوم کی مذہب دشمن پلاننگ کا نتیجہ نہیں بلکہ قدرت کی طرف سے انسان کو عطا کی گئی علمی و اختراعی صلاحیت (وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا) کا عملی ظہور ہے۔ کرہ زمین پر آباد ہونے کے بعد، انسان نے زندگی کو آسان بنانے کی خاطر تہذیب و تمدن کی تعمیر کا جو آغاز کیا تھا، مصنوعی ذہانت، صدیوں کے تہذیبی ترقی کے بعد اسی بابرکت آغاز کا، کارآمد اور نتیجہ خیز انجام ہے۔

مسلمان زرعی دور کے آخری حصے اور صنعتی دور کے آغاز میں دنیا کے امام تھے، خاص طور پر دنیا 8ویں سے 15ویں صدی ہجری تک، جب اسلامی تہذیب نے سائنسی، فکری اور سماجی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مسلمانوں کی پسماندگی صنعتی انقلاب کے دوران ہوئی، جب وہ شمشیر وسناں علمی تجربہ گاہوں اور رصد گاہوں سے کنارہ کش ہو کر طاؤس ورباب، آرٹ اور فنونِ لطیفہ میں منہمک ہو گئے اور علم و تحقیق میں پیچھے رہ گئے اور مغرب نے سائنس اور صنعتی میدان میں قیادت حاصل کر لی۔ آج مصنوعی ذہانت کے دور میں، اگر مسلمان علم اور ٹیکنالوجی کو اپنی ترجیح بنائیں تو وہ دوبارہ دنیا کے امام بن سکتے ہیں۔

اصولی ہدایت

مصنوعی ذہانت کی ایجاد اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے عام استعمال کے بعد ایجاد و اختراع کا مسئلہ زیر بحث نہیں ہے؛ بلکہ موضوع گفتگو اس کا استعمال ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس سلسلہ میں نہایت سادہ، عام فہم اور واضح معیار مقرر فرمایا:

" إنما الاعمال بالنيات"[15]

"اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔"

" إن الله يحب إذا عمل احدكم عملاً ان يتقنه"[16]

"اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب تم کوئی کام کرو، تو اسے بہترین طریقے سے انجام دو۔"

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اعمال اور استعمال کی درستگی کے دو معیار ہیں: نیت کی پاکیزگی اور حسن استعمال۔

اسلامی قانون میں کسی بھی نئی ایجاد یا ٹیکنالوجی کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت سد الذرائع (برائی کے راستوں کو بند کرنا) اور جلب المصالح (فائدے کے حصول) کے اصولوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

اگر مصنوعی ذہانت کا استعمال ایسے مقاصد کے لیے کیا جائے جو انسانیت کو نقصان پہنچائیں، جیسے کہ انسانی حقوق (جان، مال صحت) کی پامالی کرنا یا انسانی رازداری کی خلاف ورزی کرنا، تو اس طرح کا استعمال ناجائز ہو گا۔

پیغام عمل

مصنوعی ذہانت، دور حاضر کی ایک غیر معمولی قوت ہے، جو زندگی کے ہر میدان میں موثر رول ادا کر رہی ہے اور اسے دن بہ دن مزید فعال کیا جا رہا ہے۔ جسے اختیار کرنا امت مسلمہ کی آئینی ذمہ داری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو حد امکان تک قوت اور سامان حرب کی تیاری کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''وَاَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ''[17]

اور ان کے مقابلے کے لیے جہاں تک تمہاری استطاعت ہو، قوت اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو؛ تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر ہیبت طاری کر سکو۔"

یہ حکم کسی خاص زمانے یا مخصوص آلات تک محدود نہیں؛ بلکہ ہر دور کی موثر قوت کو شامل ہے۔ آج کے زمانے میں مصنوعی ذہانت ایک ایسی ہی قوت ہے، جو نہ صرف دفاعی صلاحیت کو بڑھا سکتی ہے؛ بلکہ انسانی ترقی علم اور امن کے قیام میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی ﷺ کا فرمان ہے:

الَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمی''[18]

''یقین جانو! حقیقی طاقت نشانہ بازی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الْمُؤْمِنُ القَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إلى اللهِ مِنَ المُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وفي كُلٍّ خَيْرٌ. احْرِصْ علَى ما يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ باللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ، وإنْ أَصَابَكَ شيءٌ، فلا تَقُلْ: لو أَنِّي فَعَلْتُ كانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللهِ وَما شَاءَ فَعَلَ؛ فإنَّ لو تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ''[19]

''طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے، اور ہر ایک میں خیر ہے۔ جو چیز تمہیں نفع دے، اس کے لیے بھرپور کوشش کرو، اور اللہ سے مدد مانگو، اور کمزوری مت دکھاؤ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ ہو کہو اگر میں یوں کر تا تو ایسا ہو جاتا بلکہ یہ کہو کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے اور جو اللہ نے چاہا وہی ہوا کیونکہ اگر" کا لفظ شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔"

طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے نہ صرف ایک اخلاقی رہنمائی ہے بلکہ یہ ہمارے عہد کے لیے ایک عملی منصوبہ بھی فراہم کرتی ہے۔ اس حدیث میں قوت کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے، جسمانی، ذہنی اور فکری قوت اور ان تمام وسائل، ڈیوائس، اوزاروں اور ہتھیاروں کو بروئے کار لانے کی ترغیب دی گئی ہے جو انسانیت کے لیے نفع بخش ہوں۔

ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں صنعتی اور ڈیجیٹل دور کی پسماندگی پر حسرتوں اور اگر مگر میں وقت ضائع کرنے کے بجائے مستقبل پر توجہ مرکوز کریں اور جو کچھ بھی ہمارے لیے نفع بخش ہو، اسے اپنانے کی بھرپور کوشش کریں۔

دنیا ڈیجیٹل دور سے آگے بڑھ کر مصنوعی ذہانت کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ مسلمانوں پر قرآن وحدیث کی رو سے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مثبت اور تعمیری مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میدان میں آگے بڑھیں اور شہ زور اور بے لگام مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کی رسی اپنے ہاتھ میں لیں۔ یہ وہ میدان ہے؛ بلکہ امت کی علمی، اقتصادی اور سیاسی برتری کو بھی بحال کر سکتا ہے۔

حقیقی مومن وہ ہے جو اپنے موجودہ وسائل کو استعمال کرتے ہوئے آگے بڑھنے کا عزم رکھے اور ہر رکاوٹ کو اللہ کی تقدیر مانتے ہوئے جدوجہد جاری رکھے۔ ماضی کی دریافت پر فخر اور کھوئے ہوئے مواقع کا ماتم کرنے کے بجائے، ہمیں پوری بصیرت اور ژرف نگاہی کے ساتھ حال کے امکانات کو استعمال کرنا ہوگا؛ اس لیے کہ خدا کے مقرر کردہ فطری قانون کے مطابق کل کی کامیابی آج کی جدوجہد پر موقوف ہے اور مستقبل ان ہی کا تابناک ہوتا ہے جو اپنے حال کو بھرپور قوت کے ساتھ سنوارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

خلاصہ بحث

اس عنوان کا مقصد یہ تھا کہ عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔۔کیا قرآن و حدیث اور شریعت اس چیز کی اجازت دیتی ہے۔لیکن اس آرٹیکل کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے ہر وہ چیز جس میں کسی کا ذاتی یا اجتماعی نقصان ہو قرآن و حدیث اس کی اجازت نہیں دیتا۔ماضی میں بھی ایسا بہت کچھ ہوا ہے جس نے انسان کو ترقی کا لالچ دے کر بہت سارے ناجائز ذرائع کی سہولت دی ہے عصر حاضر میں بھی یہی مسئلہ موجود ہے لیکن ایک مسلمان کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھے کہ ترقی کا انحصار اللہ کی رضا انسان کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔یہ عارضی سہارے انسان کی گمراہی کیلئے ہے۔

حوالہ جات:

1. زوبوف،شوشانا،عہدِ نگرانی سرمایہ داری:طاقت کی نئی سرحد پر انسانی مستقبل کی جدوجہد،نیویارک: 2019ء،پبلک افیئرز،ص176
2. الحجرات:12
3. القرطبی،محمد بن احمد،الجامع لاحکام القرآن،بیروت:دار الکتب العلمیہ،2006ء،ج1،ص326-329
4. ابن عاشور،محمد طاہر،التحریر والتنویر،تیونس:الدار التونسیۃ للنشر،ج1،1984ء،ص243-246
5. ابوداؤد،سلیمان بن الاشعث،سنن ابی داؤد بیروت:دار الرسالۃ العالمیہ،2009ء،رقم الحدیث:4917
6. الانعام:145
7. غلام رسول سعیدی،علامہ،تبیان القرآن،دارالکتب العلمیہ،بیروت،2006ء،ج4،ص394-398
8. البقرہ:231
9. یونس:101
10. الروم:24
11. الکھف:103-104
12. البقرہ:171
13. الحجر:29
14. الانعام:164
15. مسلم،مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،رقم الحدیث:1907
16. ایضاً،رقم الحدیث:1955
17. الانفال:60
18. مسلم،مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،رقم الحدیث:1917
19. ایضاً،رقم الحدیث:2664